خطبہ جمعہ

تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا

ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ دینے والا وہی ہے

مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پالیتا ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۷ر نبوت ۱۳۸۰ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم—

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

یہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے اور اس نسبت سے مُجیب کی صفت پہ اس دفعہ بھی خطبہ دیا جائے گا۔ یہ آخری ایام ہیں بہت عبادت کے اور بہت دعا کے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ جتنے مُعتکِفین ہیں ان کی خصوصیت سے دعائیں قبول ہونگی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کی بھی زیارت کروائے گا اور لیلۃ القدر کے وقت جو دعا حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو سکھائی تھی وہ بھی آج مَیں نے رکھی ہوئی ہے۔ وہ دعا چھوٹی سی دعا ہے اس کو اچھی طرح یاد کرلیں۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (سورة المومن:۶۱)۔ اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (ترمذی کتاب الدعوات)۔ جب مصیبت پڑ جائے اس وقت بھی اور مصیبت ابھی نہ پڑی ہو اس وقت بھی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ سے ایسی کیفیت میں دعا کرو کہ تمہیں اُس کی قبولیت پر پورا یقین ہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات باب ما جآء فی جامع الدعوات عن رسول الله ﷺ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو مَیں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔

(سنن ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اب یاد رکھیں اس کو ظاہر پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے۔ وہ اترتا نہیں ہے اس کی رحمت اترتی ہے، اس کا فضل اترا کرتا ہے اور یہی مراد ہے صرف۔

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔ (ترمذی) مراد نوافل میں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔ اور بہترین عبادت، کشائش کا انتظار کرنا ہے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ یعنی جب خدا سے فضل مانگا جائے تو اس کا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ ضرور کشائش عطا فرمائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے جب کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ پورے عزم کے ساتھ دعا مانگے اور اپنی مرادیں بڑھا چڑھا کر مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی بھی چیز عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ (مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبه والاستغفار)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سے اتنی دعائیں مانگو کہ بظاہر بے حساب ہوں وہ قبول کرلے تو اس کے فضل میں سے اتنا بھی کم نہیں ہوگا جتنا ایک سوئی کے ناکہ کو سمندر میں ڈبو کر نکالیں تو اس کے ساتھ قطرہ لگا ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ بے انتہا فضل کرنے والا ہے۔ مصیبت سے پہلے بھی دعا کرو، مصیبت کے وقت بھی دعا کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرمالیتا ہے۔

بخاری کتاب التوحید میں ہے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس طرح دعا نہ مانگے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو مجھے بخش دے اور اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما اور اگر چاہے تو مجھے رزق دے۔ بلکہ چاہئے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ دعا مانگے۔ یقیناً وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ کوئی اُسے مجبور تو نہیں کرسکتا۔ (بخاری۔ کتاب التوحید)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے رب سے ہی ہر قسم کی حاجتیں مانگے۔ حتّٰی کہ اگر اس کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُس سے ہی مانگے۔ اور حضرت ثابت البُنانی کی روایت ہے کہ نمک تک بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اور اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُس سے ہی مانگے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ ہر چیز میں انسان اپنے طور پر یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھ کو مل گئی ہے، اس کا فضل ہے۔ لیکن اللہ کا فضل اگر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہو تو جو چیز ملی ہوئی ہے اس سے بھی آدمی استفادہ نہیں کرسکتا۔ جو دولت ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے، جو اولاد ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ تو ملی ہوئی چیزوں پر یہ اعتبار کرلینا، توکل کرلینا کہ یہ اب ہماری ہو چکیں یہ بھی درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جوتی کا تسمہ بھی مانگو۔ یعنی خدا تعالیٰ سے مانگو اور کسی دوسرے سے نہ مانگو۔ یہ بات اس میں شامل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا تو اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اُس سے عافیت طلب کی جائے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

ایک حدیث ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا کہ جب بھی کوئی مسلمان کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات یا قطع رحمی کا عنصر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا کر دیتا ہے۔ یا تو اُس کی دعا جلد سنی جاتی ہے۔ یا پھر اُس دعا کو آخرت کے دن اُس کے کام آنے کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ یا پھر اُسی قدر کوئی برائی اُس سے دُور کر دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: پھر تو ہم بہت دعائیں مانگیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر عطا کرنے پر قادر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی بھی کوئی دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز اُسے دیدیتا ہے یا اُسی قدر اس سے کوئی تکلیف دُور کر دیتا ہے بشرطیکہ یہ دعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی کے بارہ میں نہ ہو۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپؐ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کونسی رات "لیلۃ القدر" ہے تو مَیں اس میں کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا: تم یوں دعا کرنا: "اے میرے خدا! تو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کر دے"۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

یہ چھوٹی سی دعا ہے اس کے عربی لفظ یاد رکھنے چاہئیں۔ اس کا اردو ترجمہ اتنا اچھا نہیں ہے سیدھا عربی لفظوں میں ان کو یاد کر کے اس میں دعا مانگنی چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنّیْ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنّیْ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنّیْ۔

اب دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں۔ الحکم جلد ۵ میں ہے: "خدا تعالیٰ نے جو ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ فرمایا۔ یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اس کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں مانگتا وہ ظالم ہے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

"ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل مُعطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آجاوے گی۔ پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے؟ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔ نماز کا دوسرا نام دعا بھی ہے جیسے فرمایا ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾۔" (الحکم جلد ۸ نمبر ۳۸۔۳۹۔ مورخہ ۱۰/۱۷ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ باتوں میں مصروف تھے تو ایک سائل کی آواز آئی وہ آواز دے کر چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی بے چینی ہوئی کہ اس کے پیچھے آدمی دوڑا دیا۔ جب تک وہ واپس نہیں آیا آپ کے دل کو تسلی نہیں ہوئی، چین سے نہیں بیٹھے۔ جب واپس آیا تو سوال کیا آپ نے اس کا سوال پورا کر دیا پھر آپ کو چین آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ عید کے موقعہ پر ابھی بھی عید آنے والی ہے، ایک سائل اپنا بہت بڑا برتن اٹھا لایا اور اس نے کہا میرا برتن بھر دو۔ اب وہ برتن اتنا بڑا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جتنے پیسے تھے ڈال دئے تھے پھر بھی برتن بھر نہیں سکتا تھا۔ مگر صحابہ کا یہ عالم تھا کہ ٹوٹ پڑے اور جس کے پاس جو کچھ تھا وہ اس میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سائل کو ردّ نہیں کیا کرتے تھے اور ہمیشہ سائل کی توقع سے بڑھ کر عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے تو انسان سے نہایت تنزل کے رنگ میں دوستانہ برتاؤ کیا ہے۔ دوستانہ تعلق کیا ہوتا ہے۔ یہی کہ کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات مان لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ چنانچہ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ اور ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنّیْ فَاِنّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ الآیۃ (البقرہ :۱۸۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کی بات مان لیتا ہے اور اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اور دوسری ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾ الآیۃ. اور ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ﴾ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے"۔

یعنی صرف اپنی باتیں خدا سے مانگتا رہے چاہے کتنی ہی گریہ وزاری سے مانگے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کام کی طرف بلائے تو اس طرف رخ نہ کرے، یہ دوستی کا تقاضا نہیں، یہ زیادتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا پھر قبول نہیں کرتا۔

"بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا یا اولیاء لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ نادان اس قانون الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہو گا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے مان لینے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں انہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک پہلو پر زور دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کر کے اس مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو"۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴؍مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان اپنی شتاب کاری اور جلد بازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے۔ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ پس تم اس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو۔ جو مانگتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ دعا ہو، نری بَک بَک نہ ہو اور زبان کی لاف زنی اور چرب زبانی ہی نہ ہو۔ ایسے لوگ جنہوں نے دعا کے لئے استقامت اور استقلال سے کام نہیں لیا اور آداب دعا کو ملحوظ نہیں رکھا جب ان کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو آخر وہ دعا اور اس کے اثر سے منکر ہو گئے اور پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ سے بھی منکر ہو بیٹھے کہ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا کو کیوں نہ سنتا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ خدا تو ہے مگر تمہاری دعائیں بھی، دعائیں ہوتیں!!"۔ یعنی تمہاری دعائیں کوئی خاص دعا نہیں وہ محض منہ کی بَک بَک ہی ہوتی ہے۔ "پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جو دعا کے مضمون کو خوب ادا کرتی ہے اور وہ یہ ہے: جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا۔ یعنی جو مانگنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ ایک موت اپنے اوپر وارد کرے اور مانگنے کا حق اسی کا ہے جو اوّل اس موت کو حاصل کرے۔ حقیقت میں اس موت کے نیچے دعا کی حقیقت ہے"۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں اس لئے اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے"۔

مجھے بھی ایسے بعض دوستوں سے تجربہ ہوا ہے کہ وہ ہمیشہ جب بھی دعا کرواتے تھے دنیا کے مطلب کے لئے۔ پھر جب مَیں نے ان کو سمجھایا تو پھر وہ باز آئے اور اب دین کے مطلب کے لئے دعائیں کروانے لگ گئے ہیں۔

"لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گنہ گار ہیں، یہ دعا کیا ہو گی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی، یہ غلطی ہے۔ بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آ سکتا ہے۔ اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔ دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا"۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "مَیں یقیناً کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے۔ مجاہدات عجیب اکسیر ہیں"۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں:
"ہر ایک شے کی ایک اُمّ ہوتی ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان کی اُمّ کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کی اُمّ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ ہے۔ کوئی انسان بدی سے بچ نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ پس ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ فرما کر یہ جتلا دیا کہ عاصم وہی ہے، اسی کی طرف تم رجوع کرو"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹/جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۹)

پس جتنی بھی انسان میں بدیاں ہیں، بہت سی باوجود اپنی کوشش کے ٹھیک نہیں ہو سکتیں اور مڑ مڑ کر دوبارہ آتی ہیں۔ تو اس کا بھی علاج دعا ہے کہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے بار بار یہ طلب کی جائے کہ خود وہ اپنے فضل سے ہماری بدیاں دور کر دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
"بعض اوقات انسان کسی دعا میں ناکام رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دعا ردّ کر دی حالانکہ خدائے تعالیٰ اس کی دعا کو سن لیتا ہے۔ اور وہ اجابت بصورت ردّ ہی ہوتی ہے۔ انسان چونکہ کوتاہ بین اور دور اندیش نہیں بلکہ ظاہر پرست ہے اس لئے اس کو مناسب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اس کے مفید مطلب نتیجہ خیز نہ ہو تو خدا پر بدظن نہ ہو کہ اس نے میری دعا نہیں سنی۔ وہ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ فرماتا ہے۔ راز اور بھید یہی ہوتا ہے کہ داعی کے لئے خیر اور بھلائی ردّ دعا ہی میں ہوتی ہے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۱)

پھر فرماتے ہیں:
"یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ خالص توحید پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے دعا کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور نہ قضاء قدر کے تعلقات کو جو دعا کے ساتھ ہیں تدبّر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ وہ دعا کو ردّ نہیں کرتا۔ ایک طرف دعا ہے دوسری طرف قضاء و قدر۔ خدا نے ہر ایک کے لئے اپنے رنگ میں اوقات مقرر کر دیئے ہیں اور ربوبیت کے حصہ کو عبودیت میں دیا گیا ہے اور فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾"۔ یعنی ربوبیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے مگر پہلے اپنی عبودیت کو خالص کرو۔ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ سے یہی مراد ہے کہ تم اگر دعا کرو میں ضرور تمہاری سنوں گا۔ لیکن تم اپنا عبودیت کا حق ضرور ادا کرو۔

"...... قضاء و قدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ دعا کے ساتھ معلق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو دعا ضرور اثر کرتی ہے۔ جو لوگ دعا سے منکر ہیں اُن کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ قرآن شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہیں۔ ایک پہلو میں اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو میں بندے کی مان لیتا ہے۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ﴾ میں تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہتا ہے۔ نونِ ثقیلہ"۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ﴾ ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے۔ اس کو نون ثقیلہ کہتے ہیں۔ "نون ثقیلہ سے جو اظہار تاکید کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ قضائے مبرم کو ظاہر کریں گے تو اس کا علاج ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ ہی ہے۔ اور دوسرا وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی امواج کے جوش کا ہے، وہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں ظاہر کیا ہے۔

پس مومن کو ان دونوں مقامات کا پورا علم ہونا چاہئے۔ صوفی کہتے ہیں کہ فقر کامل نہیں ہوتا جب تک محل اور موقعہ کی شناخت حاصل نہ ہو۔ بلکہ کہتے ہیں صوفی دعا نہیں کرتا جب تک کہ وقت کو شناخت نہ کرے۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دُعا کے ساتھ شقی (یعنی بدبخت) سعید کیا جاتا ہے بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شَدِيْدُ الْاِخْتِفَاءِ اُمُوْرٌ مُشَبَّهٌ بِالْمُبْرَمِ بھی دُور کئے جاتے ہیں"۔ یعنی اگرچہ جو مبرم ہے وہ تو نہیں ٹل سکتی۔ جو پہلے خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو چیز کہے کہ میں ضرور کروں گا وہ ضرور کرتا ہوں۔ مگر کچھ امور مشبّہ بالمبرم ہوتے ہیں۔ بظاہر دیکھنے میں لگتا ہے کہ اب ٹلنے والے نہیں لیکن پھر بھی ٹل جاتے ہیں۔

"الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی وہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی جیسی عظیم الشان قبولیت دعاؤں کی ہے اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلیٰ درجہ کے مقام پر ہیں۔ چنانچہ آپؐ کے گیارہ بچے مر گئے مگر آپؐ نے کبھی سوال نہ کیا کہ کیوں؟
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۶)

ایک اور اقتباس ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"خدا نے میری تائید اور تصدیق کے لئے ہر ایک قسم کے نشان ظاہر کئے ہیں بعض ان میں سے تو پیشگوئیاں ہیں یعنی غیب کی خبریں جن پر انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ تمام دنیا اتفاق کر کے اس کی نظیر پیش کرنا چاہے اور بعض ایسی دعائیں ہیں کہ وہ بدرجہ قبول پہنچ کر بذریعہ خدا کی وحی کے میں ان کی قبولیت سے مطلع کیا گیا۔ اور وہ دعائیں جن کا اوپر ذکر ہوا، معمولی امور کے متعلق نہیں ہیں بلکہ ایک حصہ ان میں سے ان بیماروں کی شفا کے بارے میں ہے جن کی بیماری درحقیقت شدت عوارض کی وجہ سے موت کے مشابہ تھی مگر خدا نے میری دعا سے ان کو اچھا کیا اور بعض دعائیں ان لوگوں کے متعلق ہیں جو اولاد ہونے سے نومید ہو گئے تھے مگر خدا نے میری دعا سے ان کو اولاد دی۔ اور بعض دعائیں ان مصیبت زدوں کے متعلق تھیں جو بعض مقدمات میں مبتلا ہو کر جان کے خطرہ میں پڑ گئے تھے یا ان کی عزت معرض خطر میں تھی یا مال کی تباہی ان کو برباد کرنے والی تھی ایسا ہی اور انواع و اقسام کی دعائیں قبول ہوئیں"۔ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۲)

دعا کے صدقے ایک کتاب لکھنے کی توفیق۔ ایڈیٹر المنار قاہرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو مضامین لکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔
"اس لئے کہ عام کے وہموں کو دُور کرنا واجبات وقت اور امامت کے فرائض سے ہے۔ پھر میں آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگا اور دعا اور زاری سے خدا کی مدد مانگنے لگا۔ اس لئے کہ مجھے حجت کو پورا کرنے اور حق کو حق کر دکھانے اور باطل کو نابود کرنے اور رستہ کے واضح کرنے کی راہ بتائے۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اس غرض کے لئے ایک کتاب بناؤں پھر اس کی مثل مانگوں اس ایڈیٹر سے اور ہر ایسے شخص سے جو ان شہروں سے دشمنی کی غرض سے اٹھے۔ اور میں خدا کی طرف پورا پورا متوجہ تھا اور زاری اور فریاد کے میدانوں میں دوڑ رہا تھا۔ آخر کار قبول کے نشان ظاہر ہوئے اور شک و شبہ کا پردہ پھٹ گیا اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی توفیق بخشی گئی"۔ اس کتاب کا نام اَلْهُدٰى وَالتَّبْصِرَةُ لِمَنْ يَّرٰى۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

پھر اعجاز المسیح حضور کی ایک کتاب ہے جو بہت بڑا اعجاز ہے جس کے متعلق دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تھی۔ فرماتے ہیں:
"میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کی کہ اس کتاب (اعجاز المسیح) کو علماء کے لئے معجزہ بنا دے اور یہ کہ کوئی ادیب اس کی مثل نہ لا سکے اور انہیں اس کے انشاء کی توفیق ہی نہ ملے۔ اور میری دعا اسی رات خدا تعالیٰ کی جناب میں قبول ہو گئی اور میں نے ایک مبشر خواب دیکھی اور میرے رب نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا کہ مَنَعَهُ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی جو مقابل پر آئے گا اس کو آسمانی روکوں کے ساتھ مقابلہ سے روک دیا جائے گا۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دشمن لوگ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے اور نہ ہی اس جیسی بلاغت اور فصاحت یا حقائق و معارف کا نمونہ دکھا سکیں گے اور یہ بشارت مجھے رمضان شریف کے آخری عشرے میں ملی تھی"۔
(اعجاز المسیح صفحہ ۶۶، ۶۷، ترجمہ از عربی عبارت)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”آج جو انتیس شعبان ۱۳۱۰ ہجری ہے۔ اِس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالیٰ نے دعا کے لئے دل کھول دیا۔ سو مَیں نے اِس وقت اسی طرح رقّتِ دل سے اس مقابلہ (یعنی تفسیر نویسی) میں فتح پانے کے لئے دعا کی۔ اور میرا دل کھل گیا۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ قبول ہو گئی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ“ کہ مَیں اسے خود ذلیل کروں گا جو تیری تذلیل کا ارادہ کرے۔“ وہ اسی موقع کے لئے ہوا تھا۔ مَیں نے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی ہے اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔“ (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۶۰۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۵ر دسمبر ۱۹۰۳ء کا ایک رؤیا تذکرہ میں یوں ہے کہ:

”ہمارے مکان کے متصل ایک بڑا چبوترہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جگہ ایک لمبا دالان مہمانوں کے واسطے بنایا جائے۔ پھر ہم نے دعا کی کہ بن جاوے۔“

(الحکم جلد ۲۔ نمبر ۴۶، ۴۷۔ بتاریخ ۱۷ و ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

اب اس زمانے میں مہمان صرف اتنے ہوا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال تھا کہ ایک لمبا دالان بنا کر اس میں مہمان پورے آجائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ بجائے ایک دالان کے اس پلیٹ فارم پر قریباً سارا مہمان خانہ اور مدرسہ احمدیہ تعمیر ہو گیا۔ جنہوں نے قادیان دیکھا ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ کافی بڑی جگہ ہے جہاں مہمان خانہ اور مدرسہ تعمیر ہوا۔

پانچ دسمبر ۱۹۰۳ء کو حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمقام گورداسپور اپنی جماعت کے موجود اور غیر موجود خدام کے لئے عام طور پر دعائیں کیں۔ جو موجود تھے یا جن کے نام یاد آگئے، اُن کا نام لے کر، اور کُل جماعت کے لئے عام طور پر دعا کی۔ جس پر یہ الہام ہوا: ”فَبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ“۔ (کہ مومنوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے)۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۔ بتاریخ یکم/جنوری ۱۹۰۴ء۔ صفحہ ۲ حاشیہ)

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ نصیحت مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:-

”دوستو! اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ کے اَور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی اِمن نہیں۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لے کر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے، مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ وہ خوف کرنے والوں کے سر پر سے عذاب کی پیش گوئی ٹال سکتا ہے...... سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح اُفتاں خیزاں اُس کی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں تو مُردہ کی طرح اپنے اٹھائے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ، اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دُور کرو، بے جا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے، بے قراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو۔ عجب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا اور بدبودار تعصّب سے دوسروں کو بدزبانی سے پکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کھلی ہے۔ سو تقویٰ سے پورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو...... دیکھو مَیں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں، مَیں نے اطلاع دیدی ہے۔“ (تبلیغ رسالت۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۷۳ تا ۷۵)

اب کچھ باتیں مَیں احباب کو یاد دہانی کے لئے کہتا ہوں۔ مَیں نے بارہا منع کیا ہے کہ دور بیٹھے ہومیوپیتھک نہیں چل سکتی۔ اس کے لئے لمبی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ پوری طرح اس کی بیماری کا حال پتہ ہو، اس کا مزاج پتہ ہو، بہت سی باتیں دیکھی جاتی ہیں ہومیوپیتھک میں۔ اور اس کے باوجود لوگ خطوں کے ذریعہ ہومیوپیتھک دوائیں مانگنی بند نہیں کرتے۔ پتہ نہیں وہ اپنی بات سنتے ہیں اور میری بات نہیں سنتے۔ مَیں ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں پہلے بھی، اب پھر دہراتا ہوں کہ دُور بیٹھے ہومیوپیتھی نہیں چلا کرتی۔ اس کے لئے پوری لمبی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ ہر ملک میں اس کا انتظام ہے۔ یا تو یہ ہونا کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا پڑے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں اس کا انتظام ہے اور امیر کو پتہ ہے کہ کون منتظم ہے اس کا۔ تو اس لئے اپنے اپنے مقام کے امراء سے، حلقہ کے امراء سے یا ملک کے امراء سے پتہ کر لیا کریں کہ یہاں کون سا اچھا ہومیوپیتھ احمدی مفت دوائی تجویز کرنے والا، بغیر کسی پیسے، بغیر کسی حرص کے جو حقیقت کو سنے اور دوا تجویز کرے وہ کون ہو سکتا ہے۔ تو جماعت کی طرف سے مقرر ہیں اور جتنا بھی ان کو علم ہے وہ کوشش کرتے ہیں اور اگر دعا بھی ساتھ ساتھ کریں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما لیتا ہے۔ بعض دفعہ جب کوئی دوا نہ بھی ہو تو دعا ہی کام آتی ہے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے اس میں کوئی ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ جب کوئی اور دوا کام نہ کرے تو دعا کام کر جاتی ہے۔ دوا کا ملنا میسر نہ ہو تب بھی دعا کام کر جاتی ہے۔ آپ کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو بچے بیمار ہو جائیں، کسی طرح ان کی صحت ٹھیک نہ ہو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دعا کے ذریعہ اور سورۃ فاتحہ کا دم کر کے ان کی طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اب دو دن کی بات ہے ہمارا ایک چھوٹا بچہ، مونا کا، وہ بہت بیمار ہو گیا۔ کسی صورت آرام نہیں آتا تھا اور روئے چلا جا رہا تھا۔ مَیں نے اس کو سورۃ فاتحہ کا دم دیا اور اپنی بیٹی سے بھی کہا کہ تم اس پر یہ دم کرو۔ وہ خدا کے فضل سے دیکھتے دیکھتے بالکل ٹھیک ہو گیا جیسے بیماری کا کوئی اثر ہی نہیں تھا۔ تو یہ تجربہ کی باتیں ہیں۔ یہ کہنے کی باتیں نہیں ہیں۔ جب دوا میسر نہ ہو یا دوا فائدہ نہ دے تو خصوصیت کے ساتھ سورۃ فاتحہ کو یاد رکھیں کیونکہ اس کا نام شفا ہے۔

دوسرے مَیں نے پچھلی عید پر یہ گزارش کی تھی کہ مجھے اس عید کے موقع پر عیدی نہ دیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا اس سے بہتر چیز دو جو تمہیں دی جاتی ہے یا اس کو رڈ کر دو۔ اب رڈ کرنے سے لوگوں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ اور اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں جو پہلے سالوں میں کیا کرتا تھا۔ حسب حالات لوگوں کے ہزاروں تحفے بنانے پڑتے تھے۔ تو اب مجھ میں توفیق اتنی نہیں رہی اس لئے مَیں عرض کرتا ہوں کہ کسی بہانے بھی مجھے عیدی نہ دینا۔ بعض بڑے بن کر جی ہم تو بڑی بہن ہیں اور بعض چھوٹے بچے کہ ہم اپنے ابّا کو عیدی دے رہے ہیں یہ سب بہانے ہیں۔ عیدی دینا تو منع نہیں، اپنے گھر کے بچوں کو دیں، تحفہ پیش کریں۔ یہ تو بڑی اچھی سنت ہے۔ غریبوں کو بھی عیدی دیں۔ اور اس عید کے موقع پر یاد رکھنا مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں ربوہ میں بھی جماعت کی طرف سے یعنی میری طرف سے ذاتی طور پر غریبوں کی دعوت کی جاتی ہے اور ان کے لئے یہ عیدی ہے۔ اور میری نصیحت یہ تھی کہ غریبوں کے گھر جایا کریں اور اس سے ان کی عید ہو جاتی ہے۔ کوئی امیر اگر غریب کے گھر جائے تو کچھ نہ بھی لے کے جائے تو تب بھی وہ غریب پھولے نہیں سماتا۔ غریب کا دل بہت ممنون ہوتا ہے۔ لیکن اگر ساتھ تحفہ لے کر جاؤ تو پھر تو وہ بلیوں اچھلتا ہے کہ الحمد للہ ہمارے گھر کوئی آیا اور اتنا صاحب حیثیت آدمی اس نے اپنی طرف سے ہمیں کوئی تحفہ دیا۔ تو یہ بہترین عید کے منانے کا طریقہ ہوگا کہ غریبوں کے گھر میں جائیں اور آپ کو جتنی توفیق ہے ان کو اس کے تحفے ادا کریں۔

✡✡✡✡......✡✡✡✡